GOVT. OF MAHARASHTRA

Secondary Training College, Mumbai -01

Miscellany 2019-20

Welcome and Send Off ceremony of Prof. Mrs. Meena C. Bharti and Prof. Mrs. Sanjivani Paithankar Falicitation was done by Prof. Dr. B.G Khade and Principal Dr.U.A. Paralikar

Conducted a workshop for experiential learning Learned how to make best out of waste

Field organized DLLE first term training program under the guidance of co-ordinator Rajendra Kaur Madam

Celebrated Independence Day with immense pride and joy

Conducted audit course workshop in the presence of honorable guest Dr. Rathod

Celebrated world science day inside the campus

Organized exhbition of science poster made by trainee teachers

Conducted National Maths Day programme By First and Second year B.Ed. Trainees Under the guidance Of Prof. Dr. Subhedar

Celebrated Indira Gandhi Jayanti in the presence of all Professors and First and Second Year Trainee

Conducted a workshop on dramatization, puppet show, in the presence of guest Dr. Madhumati Pawar

Conducted Elocution Competition (by Language Club

Conducted Silent Reading on the occasion of Dr. Abdul Kalam Jayanti (by Language Club)

Celebrated republic day with immense pride and joy

Organized Elocution Competition on the topic moral values in the presence of Hounorable Chief Guest Adv. Narendra Rajpurohit and Acharya Susmitanand Avdhut and Principal Dr. (Mrs.) U.A. Paralikar

Field organized DLLE second term training under the guidance of co ordinator Rajendra kaur

A debate was organized by language club

Celebrated Marathi Rajbhasha Din enthuisically under the guidance of Prof. Dr. B.G. Khade in the presence of Principal Dr. U.A.Paralikar and Dr. (Mrs.) Subhedar

Celebrated National Science Day

Getting Fecilitation in the UDAAN festival

A glimpse of Street Play by S.T. College in the UDAAN festival

Organized a lecture on women's day by Hon. Guest Mrs. Aruna Yadav

Indoor games Competition Inauguration in the presence of Principal Dr. Paralikar and Prof. Dr. B.G. Khade, Prof. Dr. R.S.Padme and Prof. Mrs. Meena C. Bharti

Outdoor sports Preparation

WDC Organized Quiz on the occasion of Woman's day

Learning Resource Exhibition

Lecture by Shri. Amit Dashora on Curriculum Development

Cultural program

स्मृती शामसुंदर सावंत.
(द्वितीय वर्ष बी.एड)
हजेरी क्रमांक – ३०

मी पाहिलेला पाऊस

माझ्या आयुष्यात पाहिलेला प्रत्येक पाऊस मला काहीतरी शिकवतो,
हे मानवी जीवन जगताना ओसाड पडलेल्या मनाला पुन्हा ओलावा देतो
तू पुन्हा जग हा निसर्ग खूप सुंदर आहे याचा अनुभव मला देऊन जातो .

माझ्या आयुष्यात पाहिलेला प्रत्येक पाऊस मला काहीतरी शिकवतो,
एकांतात बसून त्याच्याकडे पाहताना माझ्या मनात आलेले विचारांचे
जाळे क्षणात सोडवून जातो.

माझ्या आयुष्यात पाहिलेला प्रत्येक पाऊस मला काहीतरी शिकवतो,
कधी धो- धो तर कधी रिमझिम पडणारा पाऊस जसा निस्वार्थपणे बरसतो
तेव्हा मन स्वच्छंद करण्यासाठी कोणतीही खंत बाळगू नकोस
हे गुपित मला सांगून जातो.

माझ्या आयुष्यात पाहिलेला प्रत्येक पाऊस मला काहीतरी शिकवतो,
असा हा पाऊस माझा सखा सोबती
शेवटी जाताजाता नव्याने जगण्याचा मंत्र देऊन जातो.

नाव- तृप्ती तुकाराम नाईक
द्वितीय वर्ष, बी.एड.
हजेरी क्रमांक-२६

ती

आसमंतात तळपणारा तो प्रचंड तेजाचा लोट तू
अन ती चार भिंतीच्या त्या काळोख्या कोपऱ्यात असलेली समईतील ज्योत
तिचं अस्तित्व फकत चार भिंतीत सीमित असलेलं
तुझ्या प्रकाशात ते प्रकाशहीन, दुय्यम
म्हणूनच,
तिला राहू दे त्या काळोख्या कोपऱ्यात त्या फक्त चार भिंती उजळवण्यासाठी

पण,
तू हे विसरू नकोस
जेव्हा होईल त्या ज्योतीचा तप्त वणवा
तेव्हा त्या आकाशाधिपतिलाही गिळंकृत करण्याचे प्रचंड सामर्थ्य अंगी
आहे फक्त,
त्या काळोख्या ज्योतीतच....

नाव- तृप्ती तुकाराम नाईक
द्वितीय वर्ष, बी.एड.
हजेरी क्रमांक-२६

पाखरू

कोंडलेल्या मनाला आज पालवी फुटली,
जशी तुझ्या असंख्य जलधारांना आज वाट गवसली
मनात माजलेल्या विचारांचा काहूर,
अन बाहेर बरसणाऱ्या तुझ्या धारांची चाहूल

घरट्यात एकलेले मन चिंब पावसाळी,
दुरून कोण हा पावा तुला साद घाली

पाखराच्या या मनात विजेची ही थरारी,
आभाळ फाटले अन मन घेऊ पाहे भरारी

रोहिणी नवनीत मोरे

बी. एड. द्वितीय वर्ष
हजेरी क्र.- २५

माणुसकी

तंत्रज्ञानाच्या दुनियेत माणसाने
माणसालाच कोंडलाय
जगाच्या नकाशात फक्त तो
आता राज्यापुरताच राहीलाय ।।

कधी होते गोड बोल
आता मात्र मी ..हा..राहीलाय
माणसाने माणसाच्या माणुसकीलाच मारलाय ।।

पाहिली ओळख होती जगातल्या माणसांची
आता तो घरा पुरताच राहिलाय
माणसाने माणसाच्या माणुसकलाच मारलाय ।।

कधी बनत होता चारचौघात देवता
आता स्वत:च पुरता राहिलाय
माणसाने माणसाच्या मानणुसकिला मारलाय ।

रोहिणी नवनीत मोरे
बी. एड. द्वितीय वर्ष
हजेरी क्र.- २५

दप्तर

चार कप्पे आहेत त्याला

रोज माझ्याशी बोलतात

पहिला कप्पा मेकअप

दूसरा मात्र ज्ञानाशी जोडतात।।धृ।।

रोज मारते गप्पा त्याच्याशी

वेगवेगळ्या ज्ञाना विषयाशी

असतो माझ्या पाठीवर

स्वारी खूप एटीत करतो ।।१।।

असा हा माझा दप्तर

चारचौघाच्यात तोच खूप शोभतो।।२।।

Few Seconds in the classroom (Story)

خان فرحین بانو محمد فاروق

(Khan Farhin Bano Md Farook)

Roll No. 18

Sy B Ed

2019-2020

ولید اسکول کی سیڑھیوں پر دوڑتا ہوا تیزی سے اپنی کلاس کی طرف بھاگ رہا تھا۔ اسکول کی گھنٹی بج کر بند ہو چکی تھی جب وہ کلاس کے دروازے پر پہنچا تو پروفیسر رچارڈ حاضری لینا شروع کر چکے تھے۔ رول نمبر ون، نمبر ٹو، تھری، فور...... "تم نے آج پھر دیر کر دی؟" پروفیسر رچارڈ ولید کی طرف متوجہ ہو کر بولے۔

ولید نے ہر روز کی طرح گھبرائی ہوئی آواز میں اپنے دیر آنے کی وجہ بتانی چاہی لیکن پروفیسر رچارڈ نے اسے ڈانٹنا شروع کر دیا: "اب تم ہر روز کی طرح جھوٹے بہانے نہ بنانے لگنا۔" "Come in now. why are you standing there looking at my face. Idiot".

ولید جماعت میں داخل ہوتا ہے تو سارے طلبا ایک دوسرے کی طرف اشارہ کر کے دبی آوازوں میں ہنسنے لگتے ہیں۔ ولید آخری بینچ پر جا کر بیٹھ جاتا ہے۔ پروفیسر رچارڈ انگریزی کا Lesson پڑھانا شروع کرتے ہیں۔ "Revathi's Musical Plant" کے پڑھائے گئے اقتباس سے کلاس میں چند سوالات کرتے ہیں اور پھر ولید سے سوالات کرنا شروع کرتے ہیں جس سے پہلے پروفیسر رچارڈ کلاس میں سبھی طلبا کو ہدایت دے چکے ہوتے ہیں کہ صرف ولید جواب دے گا اور کوئی نہیں۔ لیکن ولید پروفیسر رچارڈ کے کسی سوال کا جواب نہ دے سکا۔ اس کا دھیان کبھی کلاس میں نہیں رہتا جس کی وجہ سے اسکول کے سبھی اساتذہ اس پر سخت غصہ کرتے۔ پروفیسر رچارڈ نے جوابات نہ ملنے پر صرف غصہ نہیں کیا بلکہ اُسے بہت برا بھلا بھی کہا۔ یہ پہلی بار نہ تھا جب ولید کے جواب نہ دینے اور کلاس روم میں دیر سے آنے پر پروفیسر رچارڈ اُس کی بے عزتی کرتے اور اُسے کلاس کے باہر کر دیتے۔ یہ سارا تماشہ زین جو کلاس کا سب سے ہوشیار اور عقلمند طالب علم تھا دیکھتا رہتا۔ زین کے ساتھ مارو، عابد اور ماریہ بھی اسے ہمدردانہ نظروں سے دیکھتے۔ کلاس کے باہر کی دیوار سے لگ کر ولید کان پکڑ کر اوندھا کھڑا رہتا اور آنکھوں سے آنسو جاری رہتے۔

پیریڈ ختم ہونے کے بعد پروفیسر رچارڈ باہر نکلتے ہوئے ولید کو سزا کے طور پر "Revathi's Musical plant" Lesson پچیس مرتبہ لکھ کر لانے کو کہا۔ ولید جب کلاس میں داخل ہوا تو سبھی طلبا ولید کو دیکھ کر ٹھٹھیں مار کر ہنسنے لگے سوائے زین، مارو، عابد اور ماریہ کے۔

ساڑھے دس بجے لنچ بریک ہوا، اور سبھی طلبا اپنا ٹفن بکس کھول کر کھانا کھانے میں مشغول ہو گئے۔ ولید ہر روز کی طرح اپنا ٹفن بکس کھولا اور وہ سوکھی روٹیوں کو دیر تک دیکھتا رہا۔ وہ روز سوکھی روٹی اور اچار ہی تو لایا کرتا تھا۔ تیرہ سال کا آٹھویں جماعت کا طالب علم جوتے پالش کر کے اپنی بیمار ماں، کمزور باپ اور تین سالہ اپنی چھوٹی بہن کا پیٹ بھرتا تھا۔ اسکول سے گھر جانے کے بعد وہ جوتے پالش میں لگ جاتا اور صبح آنکھ کھلتے ہی وہ جوتوں کی پالش کرنے نکل پڑتا۔ اسی لیے اُسے اسکول آنے میں ہر روز دیر ہو جاتی۔

زین، مارو، عابد اور ماریہ بھی اپنا اپنا لنچ لے کر ولید کے پاس آ بیٹھے۔ "تم پروفیسر رچارڈ کو بتاتے کیوں نہیں کہ تم کام کرتے ہو اس لیے دیر سے اسکول آتے ہو۔" عابد نے ولید سے سنجیدگی سے کہا۔ "انھیں کچھ فرق نہیں پڑے گا۔" ولید نے اکتائی ہوئی آواز میں کہا۔

ماریہ بولی: "پروفیسر ناربٹ کے اسٹوڈنٹس ہمیشہ فرسٹ آتے ہیں۔" "وہ ہر طلبہ کا خیال رکھتے ہیں کسی کو کمتری کا احساس نہیں ہونے دیتے۔" عابد نے کہا۔ عابد نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا: "وہ لڑکا یاد ہے تمھیں پروفیسر ناربٹ کی کلاس کا جس نے دونوں سمسٹر میں صرف تیس فیصد مارکس حاصل کیے تھے اس سمسٹر میں اُس کے پینتالیس فیصد نمبر آئے ہیں۔" زین نے کہا۔ "پروفیسر ناربٹ ہمارے پروفیسر رچارڈ کی طرح نہیں ہیں۔ وہ کلاس کے week students پر زیادہ دھیان دیتے ہیں اور انھیں آگے بڑھاتے ہیں۔"

"ہاں اِنہ کہ آئے دن اسٹوڈنٹ کی عزت اُتارتے ہیں ہمارے پروفیسر رچارڈ کی طرح" مارو نے ناک پھولاتے ہوئے غصے میں کہا۔

ولید چہرے پر ہاتھ رکھ کر سسکنے لگا۔ زین اور اُس کے سبھی ساتھیوں نے اُسے سمجھایا اور اُسے تسلی دی کہ وہ مس ڈانا سے بات کریں گے اور اپنے ساتھ اُسے کھانا کھلایا۔

اسٹاف روم میں بھی اساتذہ گول میز پر بیٹھے بحث کرنے میں مبتلا تھے۔ "ولید مجھے بہت پریشان لگتا ہے، شاید اُسے کوئی گھریلو مسئلہ ہو۔" پروفیسر شمس نے چائے کی خالی پیالی میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"ارے وہ نہایت نالائق لڑکا ہے اُس کو تو میں اسکول سے نکلوا دوں گا۔" پروفیسر رچارڈ جھنجھلاتے ہوئے بولے۔

پروفیسر ناربٹ نے کہا کہ "اُس نے آپ کا کیا بگاڑا ہے؟ اُسے میں پڑھاتا تو نہیں لیکن مجھے وہ بہت سنجیدہ سا بچہ لگتا ہے۔ کوئی بات ہے جو اُسے اندر ہی اندر کھائے جا رہی ہے۔"

پروفیسر شمس بولے: "کیوں نہ ہمیں اس کے ماں باپ کو اسکول بلا کر بات کرنی چاہیے؟"

پروفیسر رچارڈ میز پر ہاتھ مارتے ہوئے بولے: "ارے آپ لوگوں کا دماغ خراب ہو گیا ہے؟ وہ لوگ اس قابل بھی نہیں کہ ہماری اسکول میں قدم رکھیں، پتا نہیں کیوں مس ڈانا نے اُسے یہاں ایڈمیشن دے دیا۔"

"دیکھیے سر! آپ اس طرح کی گری ہوئی باتیں اسٹوڈنٹ کے تعلق سے نہ کیجیے۔" پروفیسر ناربٹ نے کہا۔ "ایک ٹیچر سے اس بدتمیزی کی اُمید نہ تھی اور نہ یہ کہ وہ تمام طلبہ میں فرق کرے۔ ہمارے نزدیک تمام طلبہ مساوی حیثیت رکھتے ہیں چاہے وہ کسی بھی طبقے سے تعلق رکھتے ہوں۔" پروفیسر شمس نے کہا۔

پروفیسر رچارڈ غصے میں اوپری ہونٹ دانتوں تلے دبا کر رہ گئے اور اندر ہی اندر سلگنے لگے۔

اگلے دن پروفیسر رچارڈ نے ولید سے اور سختی سے بات کی اور اُس سے پچیس مرتبہ جو Lesson لکھ کر لانے کہا تھا اس کی تفصیل پوچھی۔ ولید گھریلو مسئلوں میں گھرے رہنے کی وجہ سے سترہ بار Lesson لکھ چکا تھا اور چھ بار لکھنا باقی تھا۔ جس کی وجہ سے پروفیسر رچارڈ کو اچھا موقع مل گیا اور وہ نہایت غصے میں چیختے ہوئے ولید کو ڈانٹنے لگے۔ ولید اُس پھٹکار کو برداشت نہ کر سکا اور پوری کلاس کے سامنے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ زین، مارو اپنی بنچ سے اُٹھے اور ولید کے پاس گئے۔ مارو نے ولید کو تسلی دی اور زین نے پروفیسر رچارڈ سے کہا کہ "آج تو آپ کی شکایت جائے گی مس ڈانا کے پاس۔"

"بدتمیز لڑکے" پروفیسر رچارڈ زین پر برس پڑے۔

"جی وہ تو آج مس ڈانا کی آفس میں فیصلہ ہوگا کہ کس میں کتنی تمیز ہے۔" زین نے نہایت اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

زین نہایت ہوشیار اور عقلمند لڑکا تھا۔ اُس کے ڈیڈی سماج کے امیر کبیر طبقے سے تعلق رکھتے تھے۔ اسکول میں زین کو کوئی کچھ کہہ نہیں سکتا تھا۔ زین کے ڈیڈی کی سفارش پر ہی پروفیسر رچارڈ کو اسکول میں نوکری ملی تھی۔

تقریباً گیارہ بجے کے آس پاس پروفیسر رچارڈ نے ولید کو اکیلے بلوایا اور اُسے خوب ڈانٹا اور ساتھ ہی یہ سزا دی کہ اُسی Lesson کو کل پچاس بار لکھ کر

لائے: یاد رکھنا ولید ایک بار بھی کم نہیں ہونا چاہیے، اگر کم رہا تو میں تمھیں چھوڑوں گا نہیں، اور ہاں! یہ بات کسی سے کہنا مت۔ ''سمجھ رہے ہو نا؟'' رچارڈ نے ولید کو آنکھ دکھاتے ہوئے کہا۔ ولید وہاں سے چپ چاپ بنا کچھ جواب دیے خاموشی سے نکل گیا۔

دوپہر کے وقت ولید اسکول سے گھر پہنچا۔ وہ بہت پریشان تھا۔ ماں نے اُسے بازار سے کچھ سامان اور دوائیں لانے کو کہا۔ اس کے کسی دور کے چچا کا انتقال ہو گیا تھا اور والد کے کہنے پر ولید کو انھیں انتقال کے گھر لے جانا تھا اور جوتے پالش کرنے بھی۔ وہ بہت پریشان ہو گیا کہ اتنے سارے وہ کام کیسے کرے گا۔ ولید گھر کے کونے میں پڑی ایک پھٹی ہوئی گدڑی پر لیٹ گیا اور اپنی آنکھیں بند کر لی۔ اس کا من مچل رہا تھا۔ وہ من ہی من میں سوچ رہا تھا: ''بازار کا سامان! ابا کو چچا کے یہاں لے جانا ہے اور... اور جوتے پالش بھی تو کرنے ہیں، اور پروفیسر رچارڈ کی دی ہوئی سزا۔ پچاس بار Lesson لکھنا ہے۔ ولید سرد آہیں بھرنے لگا۔ ''ایک بار بھی کم نہیں ہونا چاہیے ورنہ...'' پروفیسر رچارڈ کی آواز ولید کے کانوں میں گونجتی رہی۔

اگلے دن ولید اسکول کے لیے جلدی روانہ ہو گیا۔ وہ Lesson اڑتالیس بار لکھ چکا تھا لیکن دو بار لکھنا باقی تھا۔ وہ کلاس میں پہنچا تو سبھی طلبہ اسمبلی ہال میں تھے اور کلاس بالکل خالی تھی۔ اس نے سوچا اسمبلی ختم ہونے اور سب کے آنے تک وہ دو مرتبہ لکھ کر مکمل کر لے گا۔ ولید جلدی جلدی لکھنا شروع کرتا ہے۔ لیکن وہ ابھی Lesson پورا نہیں لکھ پاتا ہے اور اسمبلی ختم ہو جاتی ہے۔ اسکول کی گھنٹی بجنے لگتی ہے۔ گھنٹی کی آواز سنتے ہی ولید کا دل دہل جاتا ہے۔ ایک طرف گھنٹی کی آواز اور دوسری طرف پروفیسر رچارڈ کی آواز... ''ایک بار بھی کم نہیں ہونا چاہیے ورنہ...'' اس کے کانوں میں گونجنے لگتے ہیں۔

ولید بے حد پریشان ہو جاتا ہے، وہ سوچنے لگتا ہے کہ ''اب... اب میں کیا کروں۔ سب اسی طرف آ رہے ہیں اور پروفیسر رچارڈ بھی آتے ہوں گے۔ میرا تو Lesson ابھی تک مکمل نہیں ہوا ہے۔ کیا میں زین کو بتا دوں۔ نہیں نہیں... رچارڈ سر نے تو منع کیا ہے کہ کسی کو بھی مت بتانا۔ میں بھاگ جاتا ہوں اسکول سے۔ ہاں، یہی ٹھیک رہے گا لیکن گیٹ پر واچ مین ہے، وہ تو درمیان میں کسی کو باہر نہیں جانے دیتا۔ پھر کیا کروں میں۔ سر! کلاس میں پھر میری بے عزتی کریں گے اور میرے ماں باپ کو بھی برا بھلا کہیں گے۔ پھر اوپر سے مجھے سزا بھی دیں گے... پچیس... پچاس... سو... دو سو... یہ گنتیاں کہاں تک جاتی ہیں۔ میں پروفیسر رچارڈ سے معافی مانگ لوں گا۔ نہیں نہیں... وہ تب بھی میری مجبوری نہیں سمجھیں گے۔ مس ڈانکا کے پاس جاؤں؟ کہیں پروفیسر رچارڈ یہ نہ سمجھیں کہ میں نے اُن کی شکایت لگا دی، اور پھر وہ مجھے اس سے بڑی سزا دیں گے... اوہ!!! کیا کروں میں، کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے... ماں کی دوائیں اور جوتے پالش... Lesson Lesson Lesson!!!

ولید بے حد ذہنی تناؤ میں مبتلا ہو گیا۔ اس نے چہرے کا پسینہ ہاتھوں سے پونچھا اور اوپر کی طرف دیکھا۔ سرد آہ بھری اور کلاس کا دروازہ اندر سے بند کر لیا۔

ادھر اسمبلی ختم ہوتی ہے اور طلبہ اپنی اپنی جماعتوں میں جاتے ہیں۔ ولید کے کلاس کے بھی طلبہ کلاس کے باہر جمگھٹ لگائے کھڑے تھے۔

پروفیسر رچارڈ آئے اور دیکھا کہ طلبہ باہر کھڑے ہیں تو برس پڑے: ''کیا ہو رہا ہے یہاں؟ اتنا شور کیوں ہے؟''

''سر! کلاس کا دروازہ اندر سے بند ہے'' ایک طالب نے آہستگی سے کہا۔

پروفیسر رچارڈ دروازے پر زور زور سے ہاتھ مارنے لگے: ''ارے کون ہے اندر؟ دروازہ تو کھولو۔''

جب بہت دیر تک دروازہ نہ کھلا اور تمام کوششیں ناکام ہو گئیں تو بات اسکول میں پھیلنے لگی کہ آٹھویں 'ڈ' جماعت کا دروازہ دیر سے اندر سے بند ہے اور کسی طرح کھل نہیں رہا۔ مس ڈانکا سمیت اسکول کے تمام اساتذہ کلاس کے باہر جمع ہو گئے۔

پروفیسر ہاربٹ نے کہا: ''دروازہ توڑ دوائیں۔'' اسکول کے ملازم کے ہاتھوں کلاس کا دروازہ توڑا گیا۔ سبھی تیزی سے اندر بھاگنے لگے اور تمام طلبہ کی ایک ساتھ چیخیں نکل گئیں اور اساتذہ نے حیرت سے اپنے منھ پر ہاتھ رکھ لیے۔ ولید پنکھے سے ٹائی لگا کر لٹکا ہوا تھا۔ لیکن اب وہ صرف ایک لاش تھا۔ سبھی طلبہ کو فوراً گھر بھیجوا دیا گیا لیکن زین، ماروا، عابد اور ماریا وہیں موجود رہے۔

پورے اسکول میں کہرام مچ گیا۔ پولیس آئی اور اساتذہ سمیت ملازموں سے پوچھ تاچھ کی گئی۔ ماروا پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔ زین کی آنکھیں

ڈبڈبائی ہوئی تھیں۔ سبھی پروفیسر رچارڈ کو دیکھ رہے تھے۔ زین نے پولیس سے کہا کہ پوچھ تاچھ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ولید کے خودکشی کرنے میں پروفیسر رچارڈ کا ہاتھ ہے۔ ماریہ نے بھی ہمت کی اور کہا کہ پروفیسر رچارڈ ہمیشہ ولید کو پریشان کرتے تھے اور اس کی بے عزتی کرتے۔ شمس صاحب نے کہا: "ولید کا پسماندہ ہونا ان کے لیے مسئلہ تھا اس لیے یہ ہمیشہ اُسے ٹارچر کرتے رہتے تھے۔" پروفیسر رچارڈ نے اپنی صفائی پیش کرنی چاہی لیکن اب کوئی فائدہ نہ تھا۔ تمام گواہ سامنے موجود تھے۔ ولید کو نیچے اُتارا گیا اور پروفیسر رچارڈ کو پولیس اپنے ساتھ لے گئی۔

دو مہینے گزر گئے۔ اسکول کا نظام دھیرے دھیرے ٹھیک ہو رہا تھا۔ ولید کے خودکشی کرنے کے بعد طلبا اور اساتذہ ذہنی پریشانی میں مبتلا ہو گئے تھے لیکن اب وہ سب اس حادثے کو بھلانے کی کوشش کر رہے تھے۔ پروفیسر رچارڈ پر مقدمے بھی چلے اور انھیں سزا بھی ہوئی۔ لیکن ولید۔۔۔ وہ تو چلا گیا تھا۔ اپنی تمام پریشانیوں کو کلاس میں پھانسی پر لٹکا دیا۔ وہاں صرف ولید کی لاش نہیں لٹک رہی تھی بلکہ اس کے ساتھ اس کی خواہشیں، امیدیں، ڈھیر سارے خواب، خوشیاں سب کچھ سولی پر لٹک رہا تھا۔

زین، مارو، ماریہ اور عابد خاموش سے ہو گئے تھے۔ یہ لوگ اسکول میں اب کسی سے بات نہیں کرتے تھے۔ فائنل امتحان مکمل ہو گئے اور ہمیشہ کی طرح زین اوّل آیا۔ ہال میں رزلٹ کے اعلانات کے بعد زین اسٹیج پر گیا اور ہال میں موجود پوری اسکول کے طلبا اور اساتذہ سے مخاطب ہو کر کہا: ''میں یہاں شکریہ ادا کرنے نہیں آیا ہوں، اور نہ یہ کہنے آیا ہوں کہ میں نے اوّل آنے میں کتنی محنت کی ہے بلکہ میں یہ کہنے آیا ہوں کہ صرف میں ہی اوّل کیوں آیا ہوں؟ آپ سب اوّل کیوں نہیں آئے؟ کچھ طلبا فیل بھی ہوئے لیکن میں فیل کیوں نہیں ہوا؟ کوئی فرسٹ کوئی سیکنڈ اور کوئی تھرڈ کیوں آتا ہے؟ پروفیسر ناربٹ انگریزی پڑھاتے ہیں وہ اردو یا ہندی کیوں نہیں پڑھاتے۔ پروفیسر شمس اردو پڑھاتے ہیں، وہ انگریزی کیوں نہیں پڑھاتے ہیں۔ کیوں کہ ہر کسی کی قابلیت مختلف ہوتی ہے۔ جس طرح پانچوں انگلیاں مساوی نہیں ہوتیں اسی طرح ہر طالب علم بھی ایک جیسے نہیں ہوتے ہیں۔ اللہ نے ہر کسی کو یہاں جدا جدا پیدا کیا ہے۔ اگر سب الگ ہیں تو سب کو ایک ترازو میں کیسے تولا جا سکتا ہے۔ ولید۔۔۔ ولید۔۔۔ زین کی آواز بھر گئی۔ بہت قابل تھا وہ لیکن بہت پریشان رہتا تھا۔ غریب گھر سے تعلق رکھنے والے بچے کے ذہن میں ہر وقت بیمار ماں باپ ہوتے تھے۔ کیوں کہ وہ ان کا واحد سہارا تھا۔ ایک اچھے ٹیچر کی یہی پہچان ہے کہ وہ طلبا کو پوری طرح سمجھیں۔ ٹیچر کا یہ فرض ہے کہ وہ طلبا کی پریشانیوں کو سنیں اور سمجھ کر حل کرنے کی کوشش کریں۔ طلبا کا سہارا بنیں نہ کہ ان کی موت کی وجہ۔ تعلیم طبقے اور چہرے کے رنگ نہیں دیکھتی۔ تعلیم یافتہ ٹیچر کی یہی پہچان ہے کہ وہ کسی بھی طالب علم میں فرق نہ کرے چاہے وہ امیر ہو یا غریب۔ کالا ہو یا گورا۔ صاف ہو یا گندہ۔ استاذ کا کام ہے وہ طلبا کو سنوارے اور ان کی شخصیت نکھارے۔ ان کی قابلیت کو پہچان کر انھیں آگے بڑھنے اور کامیاب ہونے کی تلقین کرے۔ یہ اچھے ٹیچر کی پہچان ہوتی ہے۔ میں امید کرتا ہوں جو ولید کے ساتھ ہوا وہ آئندہ کسی بھی اسکول کے کسی بھی طالب علم کے ساتھ نہ ہو۔''

پروفیسر ناربٹ اور شمس صاحب مسکرانے لگے۔ زین کی تقریر سے ہال تالیوں کی آواز سے گونج اٹھا لیکن ولید کی کلاس ہمیشہ خاموش رہے گی۔

زندگی کا سفر!!!

خان ثنا پروین مجیب

Khan Sana Parven Mujeeb

Roll No. 21

B.Ed Second Year

یہ زندگی کا سفر------
کتنا ہے کتنے افکار میں----؟
کبھی ہنسی کی بہار میں----
کبھی دکھ کے طومار میں----
کبھی حقیقت کے رنگوں میں----
کبھی تخیل کی جنگوں میں----
کبھی چاہت کی مہکار میں----
کبھی طنز کے انبار میں----
کبھی اپنوں کی قربتوں میں----
کبھی رشتوں کی فرقتوں میں----
کبھی بے چینی کی آہوں میں----
کبھی وصال کی صداؤں میں----
کبھی عیاشی کے محلوں میں----
کبھی قناعت کے پہروں میں----
کبھی اپنی ذات کی سجاوٹ میں----
کبھی خود سے ہی اکتاہٹ میں----
کبھی محبت کی گرمائش میں----

کبھی نت نئی آزمائش میں----

اس زندگی کا سفر----

رہتا ہے جاری دھیرے دھیرے----

کہیں پھیلتی گھپ راتیں----

کہیں نکلتے پرنور سویرے----!!!

اس زندگی کے رنگ کئی ہیں----

اس کی کہانیاں ان کہی ہیں----

اس تصویر میں کئی رنگ ادھورے----

رہ جاتے ہیں کئی ارمان ہونے کو پورے----!!!

مگر اس زندگی کے سفر میں----

گرتے، بڑھتے خیال رکھنا----!!!

جو ہے مقصد اس کا----

وہ ذہن میں بہرحال رکھنا----!!!

یہ زندگی محض امتحاں کا گھر ہے----

جو انعام ہے اس کا وہ بلند تر ہے----!!!!!

اپنی آزمائشوں سے نہ ڈریں

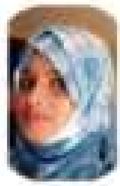

انصاری آفرین میناز احمد

Ansari Afreen Minaz Ahmed

Ro|| No. 01

B Ed Second Year

Secondry Training Co||ahe

Mumbai-01

ایک دفعہ کا ذکر ہے ایک بادشاہ کو دو باز تحفے میں ملے۔ اس نے اتنے خوبصورت پرندے کبھی نہیں دیکھے تھے۔ بادشاہ نے دونوں پرندے اپنے ملازم کو دیے کہ وہ ان کی تربیت کرے۔ ایک دن ملازم نے بادشاہ کو بتایا کہ ایک پرندہ تو اونچی اڑان اڑ رہا ہے اور دوسرا جس دن سے آیا ہے اپنی شاخ سے نہیں اڑ پا رہا۔ بادشاہ نے مملکت کے تمام معالجوں اور جادوگروں کو طلب کر لیا لیکن کوئی اس باز کو نہ اڑا سکا۔ بادشاہ نے اپنے مشیروں کے سامنے یہ مسئلہ رکھا ۔ گھنٹے دن اور دن مہینوں میں ڈھل گئے لیکن باز نہ اڑ سکا۔ بادشاہ نے کسی ایسے شخص کو بلانے کا فیصلہ کیا جو قدرت سے گہری دلچسپی رکھتا ہو۔ بادشاہ نے اپنے مشیروں کو حکم دیا کہ کسی ایسے شخص کو ڈھونڈ کر لاؤ جو برسوں جنگلات میں گزار چکا ہو۔ اگلے دن بادشاہ باز کو محل کے باغوں میں اڑتے ہوئے دیکھ کر حیران رہ گیا۔ بادشاہ نے اس شخص کو طلب کیا جس نے باز کو اڑایا تھا۔ اس شخص کو بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ بادشاہ نے پوچھا تم نے باز کو کیسے اڑایا؟

وہ مسکرا کر بولا میں نے وہ شاخ کاٹ دی جس پر باز بیٹھا تھا۔

آگے بڑھنے کے مواقع بہت ہیں لیکن ہم آگے بڑھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ آگے بڑھنے کے مواقع بہت ہیں لیکن ہم آگے بڑھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ ہم اپنی آسائشوں سے قدم باہر ہی نہیں نکالتے۔ نئی آزمائشیں اور نئے تجربے ہی زندگی میں آگے بڑھنے کی وجہ بنتے ہیں۔

تاریخ حکمرانان ہندوستان

غوری سلطنت سے نریندر مودی تک

اپنی آزمائشوں سے نہ ڈریں

انصاری آفرین منہاز احمد

Ansari Afreen Minaz Ahmed

Roll no : 01

B.Ed Second Year

Secondary Training College

Mumbai'01

ایک دفعہ کا زکر ہے ایک بادشاہ کو دو باز تحفے میں ملے.

اس نے اتنے خوبصورت پرندے کبھی نہیں دیکھے تھے.

بادشاہ نے دنوں پرندے اپنے ملازم کو دیے کہ وہ ان کی تربیت کرے.

ایک دن ملازم نے بادشاہ کو بتایا کہ ایک پرندہ اونچی اڑان اڑ رہا ہے اور دوسرا جس دن سے آیا ہے اپنی شاخ سے نہیں اڑ پا رہا.

بادشاہ نے مملکت کے تمام معالجوں اور جادوگروں کو طلب کر لیا لیکن کوئی اس باز کو نہ اڑا سکا.

بادشاہ نے اپنے مشیروں کے سامنے یہ مسئلہ رکھا.

گھنٹے دن اور دن مہینوں میں ڈھل گئے لیکن باز نہ اڑ سکا.

بادشاہ نے کسی ایسے شخص کو بلانے کا فیصلہ کیا جو قدرت سے گہری دلچسپی رکھتا ہو.

بادشاہ نے اپنے مشیروں کو حکم دیا کہ کسی ایسے شخص کو ڈھونڈ کر لاؤ جو برسوں جنگلات میں گزار چکا ہو.

اگلے دن بادشاہ باز کو محل کے باغوں میں اڑتے ہوئے دیکھ کر حیران رہ گیا.

بادشاہ نے اس شخص کو طلب کیا جس نے باز کو اڑایا تھا.

اس شخص کو بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا، بادشاہ نے پوچھا تم نے باز کو کیسے/ ا.

آگے بڑھنے کے مواقع بہت ہیں لیکن ہم آگے بڑھنے کی کوشش نہیں کرتے.

ہم اپنی آسائشوں سے قدم باہر ہی نہیں نکالتے.

نئی آزمائشیں اور نئے تجربے ہی زندگی میں آگے بڑھنے کی وجہ بنتے ہیں

انصاری آفرین منہاز احمد (Ansari Afreen Minaz Ahmed)

Roll no : 01

B.Ed Second Year

Secondary Training College

Mumbai'01

برطانوی راج ☆	لودھی سلطنت ☆	غوری سلطنت ☆
لارڈ کینگ 1858 = 1	بهلول لودھی 1451 = 1	محمد غوری 1193 = 1
لارڈ جیمز بروس یلگن 1862 = 2	(الیگزینڈر لودھی (دوم 1489 = 2	قطب الدین ایبک 1206 = 2
لارڈ جھن لورےنش 1864 = 3	ابراہیم لودھی 1517 = 3	آرام شاہ 1210 = 3
لارڈ رچارڈ میو 1869 = 4	لودھی سلطنت اختتام	التتمش 1211 = 4
لارڈ نورتھبك 1872 = 5	(دور حکومت -75 سال تقریبا)	رکن الدین فیروز شاہ 1236 = 5
لارڈ ایڈورڈ لٹین 1876 = 6	مغلیہ سلطنت ☆	رضیہ سلطان 1236 = 6
لارڈ جیورج ریپن 1880 = 7	ظہیرالدین بابر 1526 = 1	معیزالدین بہرام شاہ 1240 = 7
لارڈ ڈفرین 1884 = 8	ہمایوں 1530 = 2	الہ دین مسعود شاہ 1242 = 8
لارڈ هنني لےسڈون 1888 = 9	مغلیہ سلطنت اختتام	ناصرالدین محمود 1246 = 9
لارڈ وكٹر بروس یلگن 1894 = 10	سوري سلطنت ☆	غیاث الدین بلبن 1266 = 10
لارڈ جیورج كرجهن 1899 = 11	شیر شاہ سوری 1539 = 1	رنگ کھشرو 1286 = 11
لارڈ گلبرٹ منٹو 1905 = 12	اسلام شاہ سوری 1545 = 2	مذدن کےکباد 1287 = 12
لارڈ چارلس هارڈج 1910 = 13	محمود شاہ سوری 1552 = 3	شمس الدین کےمرس 1290 = 13
لارڈ فریڈرک سےلمسپهورڈ 1916 = 14	ابراہیم سوری 1553 = 4	غوری سلطنت اختتام
لارڈ ركس ایجےك رڈیگ 1921 = 15	پرویز شاہ سوری 1554 = 5	(دور حکومت -97 سال تقریبا)
لارڈ ایڈورڈ ارون 1926 = 16	مبارک خان سوری 1554 = 6	خلجي سلطنت ☆
لارڈ پهرمےن وےلگدن 1931 = 17	الیگزینڈر سوری 1555 = 7	جلال الدین فیروز خلجی 1290 = 1

لارڈ اےلےکجد لنلتھگو 1936 = 18

لارڈ ارکبالڈ وےوےل 1943 = 19

لارڈ ماؤنٹ بیٹن 1947 = 20

برطانوی سامراج کا اختتام

بھارت، وزرائے اعظم ☆

جواہر لال نہرو 1947 = 1

گلزاری لال نندا 1964 = 2

لال بہادر شاستری 1964 = 3

گلزاری لال نندا 1966 = 4

اندرا گاندھی 1966 = 5

مرارجی ڈیسائی 1977 = 6

چرن سنگھ 1979 = 7

اندرا گاندھی 1980 = 8

راجیو گاندھی 1984 = 9

وشوناتھ پرتاپسہ 1989 = 10

چندرشیکھر 1990 = 11

پیوینرسہ راؤ 1991 = 12

اٹل بہاری واجپائی 1992 = 13

چڈیے گوڑا 1996 = 14

ایل کےگجرال 1997 = 15

اٹل بہاری واجپائی 1998 = 16

منموہن سنگھ 2004 = 17

نریندر مودی 2014 = 18

سالوں تک مسلم بادشاہت ہونے کے 764 باوجود بھی ہندو، ہندوستان میں باکی ہیں. پھر آج مسلمانوں پر یہ زیادتی کیوں؟

سوری سلطنت اختتام

(دور حکومت -16 سال تقریبا)

مغلیہ سلطنت دوبارہ ☆

ہمایوں (دوبارہ گدی نشین) 1555 = 1

جلال الدین اکبر 1556 = 2

جہانگیر سلیم 1605 = 3

شاہ جہاں 1628 = 4

اورنگزیب 1659 = 5

شاہ عالم (اول) 1707 = 6

بہادر شاہ 1712 = 7

پھاروکھشیر 1713 = 8

ریپھ راجت 1719 = 9

ریپھ دولا 1719 = 10

نےکشییار 1719 = 11

محمود شاہ 1719 = 12

احمد شاہ 1748 = 13

عالمگیر 1754 = 14

شاہ عالم 1759 = 15

اکبر شاہ 1806 = 16

بہادر شاہ ظفر 1837 = 17

مغلیہ سلطنت اختتام

(دور حکومت -315 سال تقریبا)

الہ دین خلجی 1292 = 2

شھاب الدین عمر شاہ 1316 = 4

قطب الدین مبارک شاہ 1316 = 5

ناصر الدین خسرو شاہ 1320 = 6

خلجی سلطنت اختتام

(دور حکومت -30 سال تقریبا)

تغلق سلطنت ☆

غیاث الدین تغلق (اول) 1320 = 1

محمد بن تغلق (دوم) 1325 = 2

فیروز شاہ تغلق 1351 = 3

غیاث الدین تغلق (دوم) 1388 = 4

ابوبکر شاہ 1389 = 5

محمد تغلق (سوم) 1389 = 6

الیگزینڈر شاہ (اول) 1394 = 7

ناصر الدین شاہ (دوم) 1394 = 8

نصرت شاہ 1395 = 9

ناصرالدین محمدشاہ (دوم) 1399 = 10

دولت شاہ 1413 = 11

تغلق سلطنت اختتام

(دور حکومت -94 سال تقریبا)

سعید سلطنت ☆

کھجر خان 1414 = 1

معیزالدین مبارک شاہ (دوم) 1421 = 2

محمد شاہ (چہارم) 1434 = 3

الہ دین عالم شاہ 1445 = 4

سعید سلطنت اختتام

(دور حکومت -37 سال تقریبا)

یومِ مادر پر کچھ خصوصی اشعار

گلستان امرین لیاقت خان

Gulistan Amreen liyakat khan

Roll No. 19

Sy B Ed

(1) خموشی کو مری اور وضعداری کو بھی ہے
میرے دل پر لگی ہر ضرب کاری کو سمجھتی ہے
زمانے کو دکھاتا ہوں میں اپنا پُر سکوں چہرہ
بس اک ماں ہے جو میری بے قراری کو سمجھتی ہے

(2) عمر بھر مجھ پہ وہ نثار رہی
میری خاطر وہ بے قرار رہی
قرض عاقب نے سب اُتار دیے
ماں کی ممتا ہی بس اُدھار رہی

(3) عمر کے صفحات پر کاتب نے آساں لکھ دیا
میں نے پوچھا، جی سکوں گا؟ اس نے بس ہاں لکھ دیا
میں نے مانگا زندگی کی دھوپ میں اک سائباں
اس نے ہنس کر پھر میری تقدیر میں ماں لکھ دیا